21اپریل1961

ازعدالت الاعظمیٰ

جاورچند اور دیگران

بنام

پکھراج سورانہ

(بی پی سنہا، چیف جسٹس، کے سبا راؤ، رگھوبر دیال اور جے آر مدھولکر، جسٹسز)

دستاویز۔ ہنڈی۔ ناکافی رسوم اسٹامپ۔ نمائش۔ قابل قبولیت۔ اعتراض کب اٹھایا جائے۔ عدالتیں، دستاویز کو تسلیم کرنے کے حکم پر نظر ثانی یا جائزہ لے سکتی ہیں۔ رسوم اسٹامپ ایکٹ، 1914، دفعات 9 اور 11۔ رسوم اسٹامپ ایکٹ، 1947، دفعات 35 شرائط (a) 36۔

مدعا علیہ نے دعویٰ میں دو ہنڈیوں کو عملدرآمد کا اعتراف کیا جن پر ٹینڈر کیا گیا تھا اور اسے نمائش کے طور پر نشان زد کیا گیا تھا لیکن اس نے غور کرنے سے انکار کیا اور یہ استدعا کی کہ نمائش شدہ ہنڈیاں ثبوت کے لحاظ سے ناقابل قبول ہیں کیونکہ جب 1949 میں مقدمہ دائر کیا گیا تھا اس وقت ان پر سٹیمپ قانون کے تحت سٹیمپ نہیں لگی تھی۔ جب دسمبر 1946 میں ہنڈیوں کو تکمیل دی گئی تو رسوم اسٹامپ ایکٹ 1914 نافذ تھا اور اس ایکٹ کی دفعہ 9 اور 11 نے عدالت کو یہ اختیار دیا کہ وہ ثبوت کے طور پر پیش کیے گئے بغیر سٹیمپ کے دستاویز کی صورت میں مکمل اسٹامپ ڈیوٹی اور جرمانہ ادا کرے ثبوت میں قابل قبول تھے۔

ہائی کورٹ نے نشاندہی کی کہ رسوم اسٹامپ ایکٹ 1947 (انڈین اسٹامپ ایکٹ کی طرح) کے نافذ ہونے کے بعد جس نے 1914 کے ایکٹ میں ترمیم کی تھی، سیکشن کی فراہمی کے پیش نظر زیر بحث ہنڈیوں کو ثبوت میں داخل نہیں کیا جا سکتا۔ رسوم اسٹامپ ایکٹ 1947 کے 35 شق (a)، یہاں تک

کہ ڈیوٹی اور جرمانے کی ادائیگی پر بھی اور اپیل کنندہ 1947 کے اسٹامپ ایکٹ کے دفعہ 36 کا فائدہ نہیں اٹھا سکتا تھا، کیونکہ دو ہنڈیوں کا داخلہ ٹرائل کے طور پر ایک خالص غلطی تھی۔ عدالت نے 1947 کے سٹیمپ ایکٹ کو نظر انداز کر دیا تھا اور اپیل کورٹ ٹرائل کورٹ کے احکامات کے پیچھے جا کر اس عدالت کی غلطی کو درست کر سکتی تھی۔

ثابت ہوا کہ ایک بار عدالت نے دستاویز کو ثبوت میں تسلیم کرنے کا صحیح یا غلط فیصلہ کیا، جہاں تک فریقین کا تعلق تھا، معاملہ بند کر دیا گیا۔ عدالت کو اس معاملے کا عدالتی طور پر فیصلہ کرنا تھا جیسے ہی دستاویز کو ثبوت کے طور پر پیش کیا گیا تھا اور اس سے پہلے کہ اسے مقدمے میں نمائش کے طور پر نشان زد کیا جائے، اور ایک بار جب دستاویز کو نمائش کے طور پر نشان زد کر دیا جائے اور مقدمے کی سماعت اسی بنیاد پر کی گئی دفعہ 36 مارواڑ سٹیمپ ایکٹ، 1947، عمل میں آیا، اور، اس کے بعد، یہ نہ تو خود ٹرائل کورٹ یا اپیل یا نظر ثانی کی عدالت میں اس حکم کے پیچھے جانے کے لیے کھلا تھا۔ اس طرح کا حکم ان عدالتی احکامات میں سے نہیں تھا جن پر اسی عدالت یا اعلیٰ دائرہ اختیار کی عدالت کے ذریعے نظر ثانی یا نظر ثانی کی جا سکتی ہے۔

رتن لال بنام داؤ داس، آئی ایل آر (1953) راجستھان 833، نامنظور۔

دیوانی اپیل کا دائرہ اختیار :1958 کی دیوانی اپیل نمبر 3۔

1953 کی دیوانی ریگولر اپیل نمبر 1 میں راجستھان ہائی کورٹ کے 8 اکتوبر 1956 کے فیصلے اور حکم نامے سے اپیل۔

ایس ٹی دیسائی اور بی پی مہیشوری، اپیل کنندگان کے لیے۔

این سی چٹرجی اور ایچ پی وانچو، مدعا علیہ کیلئے۔

25 اپریل 1961 کو عدالت کا فیصلہ سنایا گیا۔

چیف جسٹس سنہا۔ اس اپیل میں فیصلہ کرنے کے لیے اہم سوال یہ ہے کہ کیا دو ہنڈیوں پر مقدمہ کیا گیا تھا وہ ثبوت میں قابل قبول تھے یا نہیں۔ فاضل ٹرائل جج نے کہا کہ وہ ہیں، اور اس معاملے کے پیش

نظر، 26 ستمبر 1952 کے اپنے فیصلے اور حکم نامے کے ذریعے مقدمے کی لاگت اور مستقبل کے سود کے ساتھ مکمل فیصلہ سنایا۔ اپیل پر، راجستھان کی ہائی کورٹ جودھ پور نے، 8 اکتوبر 1956 کے فیصلے اور حکم نامے نے اپیل کی اجازت دی اور مدعی کا مقدمہ خارج کر دیا۔ ہر پارٹی کو ہدایت کی گئی کہ وہ اپنے اخراجات خود برداشت کرے۔ ہائی کورٹ نے آئین کے آرٹیکل 133 (ا) (اے) کے تحت ضروری سند دی۔ اسی طرح اپیل ہمارے سامنے ہے۔

اس اپیل میں قانون کے سوال کی تعریف کرنے کے لیے صرف درج ذیل حقائق کا بیان کرنا ضروری ہے۔ مدعا علیہ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ مدعا علیہ کے پاس رقم واجب الادا تھی، اس کیس میں اپیل کنندگان، مدعا علیہ کے لیے کمیشن ایجنٹ کے طور پر اپنے کاروبار کے دوران، بمبئی میں، ان واجبات کی ادائیگی کے لیے، مدعا علیہ نے دو مدعی ہنڈیاں متوجہ کیں۔ مدعیان کے حق میں 35 ہزار روپے، ایک کے 20 ہزار روپے کے لیے تاریخ کے 61 دن بعد اور دوسرا 15 ہزار روپے کے لیے 121 دن کے بعد قابل ادائیگی۔ مدعی نے جی رگھونا تھمل بینک کو دو ہنڈیوں کی توثیق کی اور بینک سے کہا کہ وہ وصولی پر رقم ان کے کھاتے میں جمع کرے۔ ان کی پختگی کی تاریخ پر، بینک نے وہ ہنڈیاں مدعا علیہ کو پیش کیں، جنہوں نے ان کی بے عزتی کی، اس کے بعد بینک نے مدعی کو ہنڈیاں واپس کر دیں۔ چونکہ مدعا علیہ نے ان دستاویزات کے تحت مدعیوں کے بار بار مطالبہ کرنے پر واجب الادا رقم ادا نہیں کی، اس لیے انہوں نے سود کے ساتھ 39,615 روپے کی وصولی کا مقدمہ دائر کیا۔ ان الزامات پر 4 جنوری 1949 کو جودھ پور کے ڈسٹرکٹ جج کی عدالت میں مقدمہ چلایا گیا۔

مدعا علیہ کا تحریری بیان تفصیل سے بیان کرنا ضروری نہیں ہے۔ صرف اتنا بتا دینا کافی ہے کہ مدعا علیہ نے ہنڈیوں کو تکمیل کا اعتراف کیا، لیکن الزام لگایا کہ انہیں مستقبل میں سونا خریدنے کے لیے ڈرا کیا گیا تھا اور چونکہ مدعیان نے سونا نہیں بھیجا، اس لیے ہنڈیوں کو عزت یا قبول نہیں کیا گیا۔ اس سے انکار کیا گیا کہ مدعا علیہ پر مدعیان کے ذمے کوئی رقم واجب الادا ہے یا ایسے کسی قرض کی ادائیگی میں ہنڈیاں نکالی گئی ہیں۔ اس طرح یہ دعویٰ کیا گیا کہ ہنڈیاں بغیر غور کے ہیں۔ مدعا علیہ کی طرف سے مقدمے کے بارے میں جو سب سے اہم درخواست کی گئی وہ یہ تھی کہ ہنڈیاں ثبوت میں نا قابل قبول تھیں کیونکہ ان پر سٹیمپ قانون کے مطابق سٹیمپ نہیں لگی تھی۔

ان درخواستوں پر فریقین کے درمیان بہت سے مسائل جوڑ دیے گئے، لیکن ان شرائط میں واحد متعلقہ مسئلہ مسئلہ نمبر 2 تھا:—

" کیادو ہنڈیاں، مقدمے کی بنیاد، بغیر سٹیمپ کے، ثبوت میں ناقابل قبول تھیں؟
"(OD)

(" جس کا مقصد شاید اس بات کی نشاندہی کرنا ہے کہ اس مسئلے کے سلسلے میں ذمہ داری مدعا علیہ پر تھی)۔ ایسا لگتا ہے کہ مدعا علیہ نے پہلے ثبوت پیش کیے، اس حقیقت کے پیش نظر کہ ذمہ داری اس پر تھی۔ اس کا ڈی ڈبلیو 5 کے طور پر معائنہ کیا گیا، اور اپنے امتحانی چیف میں اس نے کہا، " مجھے ان ہنڈیاں کی طرف کوئی سونا نہیں ملا۔ میں نے ان سے ہنڈیاں واپس کرنے کو کہا، لیکن انہوں نے واپس نہیں کیا۔ میں نے دو ہنڈیاں کھینچی تھیں۔ اقتباس پی 1 اور اقتباس پی 2 پر لکھا ہوا ہے۔ ہنڈیاں اور یہ کہ فریقین کی جانب سے شواہد کی ریکارڈنگ کے دوران ہنڈیوں کا مصنف کون تھا، ان ہنڈیوں کو اقتباس پی 1 اور اقتباس پی 2 کہا گیا ہے۔ مسئلہ نمبر 2 کے فاضل ٹرائل جج ان شرائط میں تھے:-

" لہذا، اس کیس میں مدعی نے جرمانہ ادا کر دیا، مقدمے میں موجود دو دستاویزات عدالت کے پریذائیڈنگ آفیسر کے دستخطوں کے نیچے آویزاں اور نمبر کیے گئے اور اسی طرح ثبوت کے طور پر متعارف کرائے گئے اور ثبوت میں حوالہ بھی دیا اور پڑھا۔ مدعا علیہ کے فاضل وکیل، سٹیمپ ایکٹ کے دفعہ 36 کی دفعات، جو کہ لازمی ہیں، فوراً عمل میں آتی ہیں اور متنازعہ دستاویزات کو رد اور ثبوت سے خارج نہیں کیا جا سکتا اور وہ اس کے مطابق ریکارڈ کے شمارے کا حصہ بنیں گے۔ اس طرح مد نمبر 2 مدعا علیہ کے خلاف فیصلہ کیا جاتا ہے۔"

دعویٰ کے مطابق لاگت کے ساتھ مقرر کیا گیا تھا، جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔ مدعا علیہ کی جانب سے ہائی کورٹ میں اپیل پر، ہائی کورٹ نے یہ بھی پایا کہ ہنڈیاں نشان زد کی گئی ہیں، بطور اقتباس P 1 اور P 2، جس کی توثیق " ثبوت میں تسلیم کی گئی" اور جج کے دستخط کے ساتھ۔ ہائی کورٹ نے اس حقیقت کا بھی نوٹس لیا کہ جب دسمبر 1946 میں ہنڈیوں کو تکمیل دی گئی تھی، رسوم اسٹامپ ایکٹ 1914 نافذ تھا اور رسوم اسٹامپ ایکٹ 1914 کے دفعہ 9 اور 11 نے عدالت کو مکمل سٹیمپ ڈیوٹی وصول کرنے کا اختیار دیا تھا۔ اور ثبوت میں پیش کیے گئے بغیر سٹیمپ کے دستاویز کی صورت میں جرمانہ۔ دفعہ 9 میں مزید کہا گیا ہے کہ مناسب اسٹامپ ڈیوٹی کی ادائیگی پر، اور مطلوبہ جرمانہ، اگر کوئی ہو، تو دستاویز ثبوت کے طور پر قابل قبول ہوگی۔ یہ بھی دیکھا گیا کہ جب جنوری 1949 میں مقدمہ دائر کیا گیا تو ہنڈیوں کے حوالے سے اسٹامپ ڈیوٹی اور جرمانہ ادا کیا گیا جو کہ قانون یعنی رسوم اسٹامپ ایکٹ 1914 پر عمل کرتا ہے۔ ہائی کورٹ نے یہ بھی نشاندہی کی کہ ایسا لگتا ہے کہ دستاویزات کو ثبوت کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے کیونکہ ٹرائل

کورٹ نے اس حقیقت کو کھو دیا ہے کہ 1947 میں سابق ریاست مارواڑ میں ایک نیا اسٹامپ ایکٹ نافذ ہوا تھا، جس نے 1914 کے رسوم اسٹامپ ایکٹ میں ترمیم کی تھی۔ نیا قانون، لحاظ سے، انڈین سٹیمپ ایکٹ جیسا تھا۔ ہائی کورٹ نے مزید نشاندہی کی کہ رسوم اسٹامپ ایکٹ 1947 کے نافذ ہونے کے بعد اس معاملے میں ہنڈیوں کو ثبوت کے طور پر داخل نہیں کیا جا سکتا تھا، ایکٹ کے دفعہ 35 کی دفعات (اے) کے پیش نظر، یہاں تک کہ ڈیوٹی اور جرمانے کی ادائیگی. سٹیمپ ایکٹ کے دفعہ 36 کی دفعات کے حوالے سے، ہائی کورٹ نے کہا کہ مدعی اس دفعہ کی دفعات کا فائدہ نہیں اٹھا سکتے کیونکہ، اس کی رائے میں، دو ہنڈیوں کا داخلہ ''خالص غلطی'' تھی۔ رتن لال بمقابلہ دان داس (جے) میں راجستھان ہائی کورٹ کے پچھلے فیصلے پر بھروسہ کرتے ہوئے، ہائی کورٹ نے کہا کہ چونکہ دستاویزات کا داخلہ خالص غلطی تھی، ہائی کورٹ، اپیل پر، عدالت کے حکم کے پیچھے جا سکتی ہے۔ ٹرائل کورٹ اور اس عدالت کی غلطی کو درست کریں۔ ہماری رائے میں، ہائی کورٹ نے اسٹامپ ایکٹ کے دفعہ 36 کی دفعات کے پیش نظر، خود کو غلط بتایا۔ دفعہ 36 ان شرائط میں ہے:

" جہاں ثبوت کے طور پر کسی آلے کا اعتراف کیا گیا ہے، اس طرح کے داخلے کو، سوائے دفعہ 61 کے جیسا کہ فراہم کیا گیا ہے، اسی مقدمے کے کسی بھی مرحلے پر یا اس بنیاد پر کارروائی کرتے ہوئے کہ اس آلے پر صحیح طور پر سٹیمپ نہیں لگائی گئی ہے۔"

یہ دفعہ اپنی شرائط میں واضح ہے کہ جب کسی دستاویز کو ایک بار ثبوت کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے، تو اس طرح کے داخلے کو مقدمے کے کسی بھی مرحلے یا اس بنیاد پر کارروائی پر سوالیہ نشان نہیں بنایا جا سکتا کہ آلہ پر صحیح طور پر سٹیمپ نہیں لگائی گئی تھی۔ دفعہ کے ذریعہ تسلیم شدہ واحد استثنیٰ دفعہ 61 کے ذریعہ زیر غور مقدمات کی کلاس ہے، جو موجودہ تنازعہ میں شامل نہیں ہے۔ دفعہ 36 دیگر استثناء کو تسلیم نہیں کرتا۔ جہاں کسی دستاویز کے قابل قبول ہونے کا سوال اس بنیاد پر اٹھایا جاتا ہے کہ اس پر سٹیمپ نہیں لگائی گئی ہے، یا صحیح طریقے سے سٹیمپ نہیں لگی ہے، تو اس کا فیصلہ اس وقت کرنا ہوگا جب دستاویز کو ثبوت کے طور پر پیش کیا جائے گا۔ ایک بار جب عدالت، صحیح یا غلط، دستاویز کو ثبوت میں تسلیم کرنے کا فیصلہ کر لیتی ہے، جہاں تک فریقین کا تعلق ہے، معاملہ بند ہو جاتا ہے۔ دفعہ 35 ایک تعزیری دفعات کی نوعیت میں ہے اور اس کے دور رس اثرات ہیں۔ قانونی چارہ جوئی کے فریقین کو، جہاں اس طرح کا تنازعہ کھڑا ہوتا ہے، کو محتاط رہنا ہوگا اور دستاویز کی قابل قبولیت کو چیلنج کرنے والے فریق کو یہ دیکھنے کے لیے چوکنا رہنا ہوگا کہ عدالت کے ذریعہ دستاویز کو ثبوت میں تسلیم نہیں کیا گیا ہے۔ عدالت کو جیسے ہی دستاویز ثبوت کے طور پر پیش کی

جاتی ہے اور کیس میں نمائش کے طور پر نشان زد ہونے سے پہلے اس معاملے کا عدالتی طور پر تعین کرنا ہوتا ہے۔اس کیس کا ریکارڈ اس حقیقت کو ظاہر کرتا ہے کہ ہنڈیوں کو اقتباس P 1 اور P 2 کے طور پر نشان زد کیا گیا تھا اور عدالت کے دستخط کے تحت ''ثبوت میں تسلیم شدہ'' توثیق کی گئی تھی۔لہٰذا، یہ ان مقدمات میں سے ایک نہیں ہے جہاں کسی دستاویز کو نادانستہ طور پر داخل کر دیا گیا ہو، عدالت نے اس کے قابلِ قبولیت کے سوال پر اپنا ذہن نہ لگائے۔ایک بار جب کسی دستاویز کو مقدمے میں نمائش کے طور پر نشان زد کر دیا گیا اور مقدمہ اس بنیاد پر آگے بڑھ گیا کہ دستاویز مقدمے میں ایک نمائشی تھی اور فریقین نے اپنے گواہوں کی جانچ اور جرح میں اس کا استعمال کیا، دفعہ 36 سٹیمپ ایکٹ کا نفاذ عمل میں آتا ہے۔ایک بار جب کسی دستاویز کو ثبوت کے طور پر تسلیم کر لیا جاتا ہے، جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے، یہ نہ تو خود ٹرائل کورٹ کے لیے کھلا ہے یا اس حکم کے پیچھے جانے کے لیے اپیل یا نظر ثانی کی عدالت میں۔اس طرح کا حکم ان عدالتی احکامات میں سے نہیں ہے جن پر اسی عدالت یا اعلیٰ دائرہ اختیار کی عدالت کے ذریعے نظر ثانی یا دوبارہ کی جا سکتی ہے۔

ہماری رائے میں، ہائی کورٹ نے ان دو ہنڈیوں پر عمل کرنے سے انکار کرتے ہوئے قانونی غلطی ہے جو صحیح طور پر ثابت ہوئے تھے — اگر انہیں کسی ثبوت کی ضرورت تھی، تو ان کی تکمیلی کو خود تسلیم کیا تھا۔نتائج کے مطابق کوئی دوسرا سوال پیدا نہیں ہوتا اور نہ ہی فریقین کی طرف سے ہمارے سامنے کوئی دوسرا سوال اٹھایا گیا، اس کے مطابق ہم اپیل کی اجازت دیتے ہیں، ہائی کورٹ کے فیصلے اور حکم نامے کو منسوخ کریں اور ٹرائل کورٹ کے تمام اخراجات کے ساتھ بحال کرتے ہیں۔

اپیل کی اجازت ہے۔

Sheikh Javiad Alam
2024.05.09 16:07
I am the author of this document